# شرح ملا جامی شریف

اس کتاب کی اہمیت شاید کسی
سے مخفی نہیں تاہم آج اس کتاب
کے اسلوب پر کچھ کلام کرنا اس
کتاب کو پڑھنے پڑھانے والوں کے
لئیے مفید تر ثابت ہوگا
اس کتاب کی عبارت کسی کرامت
سے کم نہیں جب لکھی گئی تب سے
آج تک اس سے بڑھ کر کافیہ کی
شرح کا وجود مفقود ہے ایسا لگتا ہے
کہ کافیہ کی تمام شروح کا عطر
اسی میں موجود ہے جس کی
خوشبو اس کتاب کے شارحین نے
بخوبی محسوس کی ہے یہی وجہ
ہے کہ آج تک اس کی شرح کرنے
والے یہ دعوی نہیں کرتے کہ ہم نے

اس کی شرح کا حق ادا کردیا مزے
کی بات یہ ہے کہ اس کتاب کی
شروحات بھی اس کی مثل بے نظیر
ہیں
اس کتاب کی عبارت کے اسلوب سے
فن اغراض نکات پر کافی کلام کیا
گیا
اگر جامی کی اغراض جاننی ہوں تو
تحریر سنبٹ کی طرح سوال
باسولی سوال کابلی کا مطالعہ مفید
تر رہے گا
اگر جامی کی عبارت سے فن نحو
سمجھنے کی جستجو ہے تو
عبدالغفور عبدالرحمن عبدالرحیم
عبدالحکیم عبدالحلیم عصام الدین
نوراللہ مدقق کی طرف رجوع کریں
جس سے اس کی عبارت میں فن کے

وہ گوھر ملیں گے جس سے ذھنی
صلاحیتوں میں کمال درجے کا
انقلاب دکھائی دے گا پھر اسی پر
انحصار نہیں بلکہ یے سلسلہ کڑی در
کڑی آگے چلتا جائے گا یعنی
عبدالغفور کی وضاحت دافع
التوھمات میں اور اس کی وضاحت
مصدر السرور میں نہایت واضح
نظر آئے گی پھر ان شروحات میں
کبھی بلاغت کے قاھر و باھر رموز
کبھی منطق کے ظاھر و باھر اصول
دکھائی دیں گے
پھر اگر جامی کی عبارت کا تجزیہ
نکات کے لحاظ سے کرنا ہو تو
عقدالنامی کو سامنے رکھیں جس
سے اذھان کو تازگی و پختگی ملے
گی صرف یہی نہیں بلکہ اصول نحو

پر کئی کتب سے رہنمائی لینے پر
مجبور ہونگے کبھی جامی کی
عبارت کے راز مغنی اللبیب سے عیاں
ہو رہے ہونگے کبھی شرح ابن عقیل
و حاشیہ خضری سے یہ تو وہ باتیں
ہیں جن تک میری رسائی ممکن
ہوئی اور جس کی مجھے معلومات
نہیں وہ تو اس سے بھی بڑھ کر
ہیں
کافیہ و جامی کے حواشی میں سے
عمدہ ترین المدینۃ العلمیہ کے
حواشی ہیں جس طرح المدینۃ
العلمیہ کے دیگر کتب کے حواشی بے
مثل ہیں اسی طرح کافیہ و جامی
کے حواشی بھی بے نظیر ہیں مگر
ان حواشی میں فن نحو کو فوقیت
حاصل ہے

لیکن اس کتاب جامی کو کافیہ کی طرح فن ہی پر محدود رکھنا شاید نا مناسب ہو بلکہ وسعت نظر وسعت فکر رکھنے والا قاری مزید حاصل کرنے کی جستجو سے کبھی غافل نہیں ہوسکتا

میرے ایک گروپ اللغة العربیہ میں ایک سوال کیا گیا جس میں جامی ہی کی ایک عبارت پیش کی گئی جس میں ایک لفظ منقسمة کی غرض بیان کی گئی جس کی تصدیق میں نے کی مگر میری تصدیق پر ایک اعتراض وارد ہوا میں چاھتا ہوں کہ اس اعتراض و جواب کو میں احسن انداز سے پیش کروں کیونکہ جواب کا مجھ سے مطالبہ کیا جا رہا ہے

الکلمة هی اسم و فعل و حرف ای منقسمة الی ھذہ الاقسام الثلاثة
اس میں منقسمة سے غرض جامی خبر مقدر کی طرف اشارہ کرنا ہے ؟؟
میں نے جوابا عرض کیا
جی ہاں
تو میرے بھت ہی پیارے دوست نے جامی کے ایک حاشیے کی طرف رھنمائی فرمائی کہ اس میں اس بات کو بیان کیاگیا ہے کہ یہاں خبر مقدر ماننا فقط ایک وھم ہے جس میں تکلف کے سوا کچھ نہیں اور خبر کے مقدر ہونے کا کوئی داعی بھی موجود نہیں
تو اب مجھ پر لازم ہوا کہ میں اس اعتراض کا جواب دوں یا اپنی بات

سے رجوع کروں
میں تو ایک ادنی سا طالب علم ہوں
استاد عبدالواحد صاحب تو اس فن
کے امام ہیں
اس لئیے سب سے پھلے ان کے اس
حاشیئے کی تائید کرنا میرا حق بنتا
ہے تاکہ مذکورہ حاشیہ کی اھمیت
عیاں ہو
استاد محترم نے ہے حاشیہ ملا
عبدالغفور سے نقل فرمایا ہے
چناچہ ملا عبدالغفور ص 48 کے
حاشیہ نمبر 2 اور 3 میں مذکور ہے
اسی طرح ملا عبدالرحمن نوراللہ
مدقق میں موجود ہے کہ یہاں پر
منقسمة کو خبر ماننا وھم ہے اس کے
خبر ماننے کا کوئی داعی موجود
نہیں اور اس کے خبر ماننے میں

تکلف ہے
اب یہ بات تو ثابت ہوگئی کہ استاد محترم کی بات بہت اہمیت کی حامل ہے اور اس کا ثبوت بھی موجود ہے
مگر میں عرض یہ کرنا چاھتا ہوں کہ استاد محترم نے فنی لحاظ سے گفتگو فرمائی ہے اسی وجہ سے اتنے بڑے حواشی میں سے فقط اپنی مراد کو نقل فرمایا ہے لیکن اگر اسی بات کو غور سے پڑھا جائے تو تین باتیں سامنے آتی ہیں
(1)منقسمة کو خبر ماننا وهم ہے
اب یہ وهم کس نے پیش کیا ہے اس کا ثبوت نہ عبدالغفور میں ہے نہ عبدالرحمن و نوراللہ مدقق میں نہ عبدالحکیم کے حاشیے میں آخر

کیوں ؟
اس کا جواب میں دیتا ہوں دراصل یہ وہم علامہ سیدی و سندی امام النحو و البلاغت سید شریف جرجانی رحمۃ اللّٰہ علیہ کو ہوا ہے ان کا نام کوئی کیسے ذکر کرے کیونکہ خود علامہ جامی ان کی بات کو حرف آخر تسلیم کرتے ہیں اسی لئیے علامہ جامی رحمۃ اللّٰہ علیہ نے منقسمۃ کو محذوف مانا ہے یہی خبر مقدر ہے ورنہ منقسمۃ نکالنے کی وجہ کسی نے کیوں بیان نہیں کی
یہاں پر کلی کی تقسیم جزئیات کی طرف جو ہو رہی ہے وہ منقسمۃ سے ثابت نہیں ہوسکتی بلکہ اس کا تعلق اگلی عبارت ہذہ الاقسام

الثلاثۃ سے ہے
(2) خبر کو مقدر ماننے ھ:
کا کوئی داعی نہیں
اب داعی سے مراد کیا ہے یہ کہیں
مذکور نہیں کیوں ؟
اگر مبتدا کا مونث ہونا خبر کا مبتدا
کے موافق نہ ہونا داعی نہیں تو
داعی کس بلا کا نام ہے
یہاں پر منقسمۃ نکالنے کی وجہ ہی
یہی ہے کی مبتدا کو اپنی خبر مل
جائے کیونکہ اسم و فعل و حرف
خبر بننے کی صلاحیت نہیں رکھتے
(3) تکلف ہے مجھے حیرت ہے اس
بات پر کہ جب خبر کو مقدر ماننا
وھم ہے اور داعی بھی موجود نہیں
تو تکلف کس بات کا ہے اس تکلف
کی حقیقت کیوں بیان نہیں کی

گئی ؟
میں کہتا ہوں کہ تکلف ہی اصل
وجہ ہے اس کو وھم ماننے کی
تکلف یہ ہے کہ جب بغیر تاویل کے
بغیر کسی مقدر ماننے کے خبر بنائی
جا سکتی ہے تو خبر کو مقدر ماننا
تکلف ہی ہوگا
یہ تو بات وھی ہوئی کہ جب کبوتر
بلی کو دیکھ لے تو آنکھیں بند کر
کے کہے کہ بلی چلی گئی
آنکھیں بند کرنے سے نہ بلی جائے
گی اور نہ کبوتر کی جان بچے کی
کبوتر کو اڑنا پڑے گا تکلف اٹھانا
پڑے گا
اب میں اپنی تصدیق پر دلیل پیش
کرنا چاھتا ہوں اور یہ دکھانا چاھتا
ہوں کہ منقسمۃ کو خبر ماننا میرا

بھی وھم ہے اور اس وھم کی دلیل
بھی میرے پاس موجود ہے
مجھ سے سوال غرض جامی کیا ہے
کہ بارے میں کیا گیا تھا تو اب میں
جواب بھی اسی کتاب سے پیش کر
رہا ہوں جس کو اغراض جامی
بیان کرنے کے لئیے لکھا گیا ہے اس
بات کی تائید میں نے خود استاد
محترم علامہ عبدالواحد سلمہ
الواجد سے سنی ہے کہ کتاب غرض
جامی پر مشتمل ہے چنانچہ سوال
باسولی میں ہے کہ
ای منقسمة وهذا جواب اسولة الاول
ان المطابقة بین المبتداء والخبر
حسن وان لم یکن الخبر مشتقا وهنا
لم یوجد لان المبتداء مونث والخبر
مذکر وهو اسم والثانی ان الکلمة من

حيث هى ليست باسم ولافعل
ولاحرف بل هى اعم من كل واحد
منها فكيف يستقيم الحمل والثالث
هى موضع اسم والرابع ان الجمع
بحرف الجمع بلفظ الجمع فعلم منه
ان الكلمة هى مجموع هذا الاقسام
الثلاثة وليس الامر كذالک والخامس
انه لايصح حمل اسم على قوله هى
لانه لانه يلزم حمل الخاص على العام
وهو باطل والسادس ان قوله هى
مبتداء فخبره لايخ اما اسم فقط او
مجموع قوله اسم و فعل و حرف
فعلى الاول يلزم حمل الخاص على
العام و على الثانى يلزم حمل
المتعدد على الواحد فاجاب الشارح
بقوله اى منقسمة الخ
محصل الجواب ان قوله هى مبتداء

و خبره محذوف ای منقسمة
فحصلت المطابقة بین المبتداء
والخبر فی التذکیر والتانیث وکذا
حصل رعایة الخبر لان الخبر مونث
و کذا لایلزم حمل الخاص علی العام
لان قوله اسم لیس خبر و کذا لایرد
الباقی

**سوال باسولی مکتبہ رشیدیہ ص 48 تا 49**

اس عبارت میں ہے صاف لکھا ہوا
ہے کہ اسم و فعل و حرف کو خبر
بنانے کی صورت میں چھ اعتراض
لازم آتے ہیں اور منقسمۃ کو خبر
ماننے سے سب اعتراض ختم ہو
جاتے ہیں

اسی طرح **العقد النامی علی الجامی** ص 34 پر منقسمۃ کو خبر

ماننے کی کئی حکمتیں بیان کی گئی ہیں
اسی طرح زینی زادہ کے ص 16 تا 18 پر اور مصدر السرور کے ص 18 تا 19 پر بھی منقسمۃ کو خبر محذوف مانا گیا ہے
لھذا منقسمۃ کو خبر ماننا جائز ہے بلکہ تکلف تو اسم و فعل و حرف کو خبر ماننے میں ہے کہ ان کے مجموعے کو خبر بنانے کی صورت میں جب اعتراض ہوا کہ اسم فعل و حرف کے مجموعے کو کلمہ ماننا باطل ہے تو تاویل کی گئی کہ یہاں پر کل اپنے اجزاء کی طرف منقسم نہیں بلکہ کلی اپنی جزئیات کی طرف منقسم ہے لھذا ان میں سے ہر ایک کو کلمہ کہہ سکتے ہیں

پھر جب ھی کے مونث اور خبر کے
مجموعے کو مذکر بیان کرنے کا
اعتراض کیا گیا تو جوابا مفہوم
مراد لینے کی تاویل کی گئی پھر
جب و کی جگہ او کی بات کی گئی
تو واو میں تاویلیں بیان کی گئی کہ
یہ واو عاطفہ ہے یا مستانفہ و
ابتدائیہ ہے پھر اس میں سیدی و
سندی سید شریف جرجانی رحمۃ
اللہ علیہ اور علامہ سعد الدین
تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ کا اختلاف
شروع ہو گیا جس کو سمجھنا
ھمارے بس کی بات نہیں تو معلوم
ہوا کہ تکلف تو تب پیدا ہوگا کہ
جب منقسمۃ کو خبر نہ مانیں مگر
یہاں پر تکلف کو خبر ماننے پر
محمول کیا گیا ہے

جو حوالے میں نے پیش کئیے ہیں
میرے پاس مکمل طور پر موجود
ہیں کسی صاحب کو تسلی کرنی ہو
تو طلب بھی کر سکتا ہے مگر اس
کے باوجود بھی میں اپنی تحقیق
کو ناقص سمجھتے ہوئے منقسمۃ کو
خبر نہیں مانتا بلکہ جمھور محققین
کے مذھب کو اختیار کرتا ہوں
جیساکہ علامہ عبدالواحد صاحب نے
ملا عبدالغفور عبدالحلیم و صاحب
جواھر الصافیہ اور ملا جمال الدین
اور ملا عبدالرحمن کی تائید میں
قول نقل فرمایا ہے
لیکن ایک سوال پھر بھی چھوڑ کے
جاتا ہوں کہ علامہ جامی رحمۃ اللہ
علیہ نے منقسمۃ کو کیوں مقدر مانا
ہے کاش کہ اس کا کوئی جواب

استاد محترم سے مجھ تک پہنچ
جائے
دوسرا سوال یے بھی ہے کہ جن
حضرات نے منقسمۃ کو خبر مانا ہے
اور داعی بھی پیش کیا ہے جیساکہ
اسی سوال باسولی کے ص 49 پر
اور زینی زادہ و مصدر السرور اور
عقد نامی کی عبارات سے ثابت ہے
تو ان کا جواب کیا ہوگا
ھذا ماظھر لی والصواب عنداللہ
ابو احمد عبدالغنی عطاری
المدنی عفی عنہ